Rizwan Ullah
D-178, Abul Fazl Enclave-I
Jamia Nagar, New Delhi - 110025
Tel: +91-9971283786
Email:ruilmi@rediffmail.com
Web: www.Rizwanullah.com

تبصرہ

بازدیدِ حرم

رضوان اللہ

''آب'' و ''سنگ'' پر نقاشی کے بعد اس نقاشِ بہزاد رقم نے آب زم زم اور سنگِ اسود کے مبارک نقوش سے صفحات قرطاس کو مزین کر کے شرف بخشا ہے۔ وہ فنکار ہیں سہیل انجم جو محتاجِ تعارف نہیں۔ ایک ایسا جہاندیدہ اور جہاں آشنا صحافی جس کے قلم کی جولانی زمین سے آسمان تک ہے۔ کوئی دو درجن تصنیفات کے مصنف ہیں۔ میں ''کم پڑھ'' (ان پڑھ تو نہیں کہہ سکتا) ہونے کے باوجود ان کی کئی تصنیفات سے بہ سلامتی ہوش و حواس گزر چکا ہوں۔ فی الحال دو تصنیفات ''نقش بر سنگ'' اور ''بازدیدِ حرم'' پیش نظر ہیں جو موصوف نے ایک حالیہ ملاقات میں عطا کی تھیں۔ ان کی دو تصنیفات ''نقش بر آب'' اور ''نقش بر سنگ'' دراصل خاکے ہیں۔ اول الذکر کا تعلق ان کے بزرگوں سے ہے، موخر الذکر میں دیگر احباب و اصحاب کے خاکے ہیں۔ اس میں چند ایسے اصحاب بھی شامل ہیں جن سے میں واقف تو تھا لیکن کم آمیزی کی وجہ سے زیادہ وقوف نہیں تھا۔ سہیل انجم صاحب نے میرے لیے ان کی نقاب کشائی کردی۔ ''بازدیدحرم'' کے تعارفی مضمون بعنوان ''تقدیم'' میں ڈاکٹر خورشید احمد شفقت اعظمی صاحب نے میرے لیے یہی کارِ خیر سہیل انجم صاحب کے معاملے میں انجام دیا۔ موصوف سے میری شناسائی تو عرصہ دراز سے تھی براہِ راست بھی اور ان کی تحریروں کے ذریعہ بھی لیکن کبھی اس بے تکلفی کی نوبت نہیں آئی جہاں لوگ گھلتے ملتے ہیں اور اچھی طرح شناسا ہوتے ہیں۔ اب وہ بے تکلفی نہ ہونے کے باوجود میں کہہ سکتا ہوں کہ ان سے شناسا ہو گیا ہوں۔

فی الحال ''بازدیدحرم'' کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ الحاج سہیل انجم صاحب کے دوسرے حج اور ایک درمیانی عمرہ کے بعد لکھی گئی، یہ کتاب ہے جو ایک طرح کا سفرنامہ بھی ہے، ایک روحانی سرشاری کے نقطۂ عروج پر پہنچنے کے بعد قلبی کیفیات کا تذکرہ بھی۔ مزید براں اس پُر مشقت عبادت کے سفر کے عازمین کے لیے مشعلِ راہ بھی ہے، رہنما اور امکانات اور اندیشوں سے انتباہ اور احتیاطی تدابیر کے اشارے اور مشورے بھی ہیں۔ ان خوبیوں اور خواص کی وجہ سے اس کتاب کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ تحریر کی روانی ایک رننگ کمنٹری کا سا لطف دیتی ہے بس پڑھتے رہیے یا سنتے رہیے۔ بقول ان کے وہ لیپ ٹاپ لے کر گئے تھے چنانچہ جیسے یہاں اپنی اسٹوری فائل کیا کرتے تھے اسی طرح وہاں سے بھی روزانہ اپنے تاثرات کی ترسیل کرتے رہے۔

حج کے سفرنامے تو بہت لکھے گئے ہوں گے لیکن مجھے محض چند پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ میرا خیال ہے کہ ان تصنیفات میں اکثر و بیشتر اپنے ذاتی محسوسات اور تاثرات رقم کیے گئے ہیں یا وہ مشکلیں اور مسائل جن سے وہ دوچار ہوئے۔ لیکن ''بازدیدِ حرم'' اس سے بہت مختلف ہے۔ اس میں ان جذبات اور احساسات اور تکلیفوں کا بیان تو بدرجہ اتم ہے، ان مشکلات اور مسائل کا بھی ذکر ہے جن سے انھیں اور ان کے ہم سفروں کو دوچار ہونا پڑا لیکن اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ مثلاً بہتیرے مقامات مقدسہ اور تاریخی مقامات کی تفصیلات اور پس منظر، مختلف مقامات پر بازاروں کی کیفیت اور خرید و فروخت میں احتیاط کے مشورے۔ ارکان حج کے دوران سارے مقامات کے انتظامات دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو ہر ملک کے حجاج کے لیے ان کے ملکی اداروں جیسے کہ حج کمیٹیوں یا معلّموں کی طرف سے کیے گئے تھے دوسرے وہ جو حکومتی اداروں کی طرف سے کیے گئے تھے۔ سہیل انجم صاحب نے ان دونوں طرح کے انتظامات کی خوبیوں اور خامیوں کا بہت تفصیل سے تذکرہ کیا ہے اور دونوں طرح کے اداروں اور تنظیموں کو مشورے دیے ہیں۔ امید ہے کہ ہماری حج کمیٹیوں کے ذمہ داروں کی نظر سے وہ مشورے ضرور گزرے ہوں گے۔ اس کے بعد انھیں اصلاحی اقدامات پر غور کرنے کا موقع بھی ملا ہوگا۔ اگر ان کارروائیوں سے آئندہ حجاج کرام کی آسائشوں میں اضافہ ہوا ہو تو یقیناً سہیل انجم صاحب اس کارِ ثواب کے لیے عنداللہ ماجور ہوں گے۔ انھوں نے بعض دوسرے ملکوں کے حجاج سے گفتگو کر کے ان کے حالات بھی معلوم کیے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان سے متعلق انتظامات بہتر تھے اور انھیں راحت ملی۔

دراصل اس قسم کی تحریروں کی مقامی زبانوں میں بالخصوص ہندی میں اشاعت کی ضرورت ہے۔ اس میں رسم الخط اور زبان کے مسائل ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ سوشل میڈیا کا استعمال ان دونوں مسائل کا بہترین حل ہے۔ سادہ اور عام فہم مقامی زبان خصوصاً ہندی میں ایک تو ان نشریات کی رسائی بہت دور تک ہوتی ہے اور ان کی مسلسل تکرار بھی ہوتی رہتی ہے۔ اس پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے اس طرح کے نشریات ہوں جن کا مجھے علم نہیں ہے۔

مقاماتِ مقدسہ بہترین تجارتی مواقع فراہم کرتے ہیں جو یوں تو سال بھر جاری رہتے ہیں لیکن حج کا زمانہ انتہائی تجارتی سرگرمیوں کا ہوتا ہوگا۔ میرا قیاس ہے کہ ان بازاروں میں چینی مصنوعات کی فراوانی ہوگی اور وہ نسبتاً اور مقابلتاً سستی بھی ہوں گی کیونکہ وہاں اجرتیں بالعموم کم ہوتی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس تجارت میں ہندوستان کا کوئی حصہ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ ہماری ریشم سے متعلق مصنوعات مثلاً پارچہ جات اور لباس کے لیے اور ممکن ہے معدنیاتی مصنوعات کے لیے بھی کافی گنجائش ہوگی۔ مگر ان ساری تجارتوں میں شاید چین سے مسابقت مشکل ہوگی خصوصاً قیمتوں کی وجہ سے۔ یہ بات نہیں ہے کہ وہاں اجرتیں کم ہوں گی ہمارے یہاں بھی اجرتیں کم ہی ہوتی ہیں بلکہ بہت کم ہوتی ہیں اگر مصنوعات اور برآمدات کی قیمتیں مقابلتاً کم نہ ہوں تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ نفع کا بڑا حصہ درمیانی لوگ مار لیتے ہیں۔ سرکاری مشنری اس معاملے میں ضروری اقدامات کر کے ہماری برآمدی تجارت کو نفع بخش بنا سکتی ہے اور بڑھا بھی سکتی ہے۔ جنوبی ہند سے مسالوں کی تجارت تو عرب زمانۂ قدیم سے کرتے آئے

ہیں معلوم نہیں اب کیا صورت ہے اور اس کو فروغ دینے کی مزید کتنی گنجائش ہے۔عطریات کی صنعت میں صندل اور اگر کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ان کی بھی وافر پیداوار ہوتی ہے ان کی برآمد کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

پھلوں اور میوے کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو بحیرہ روم کے اطراف کے علاقوں سے بکثرت آتے ہوں گے اور ان کی بہترین اقسام بھی ہوں گی لیکن آم ایک ایسا پھل ہے جو لذت میں ہندوستان جیسا کہیں نہیں ہوتا، یہاں آم کی دو سو سے زیادہ قسمیں ہوتی ہیں۔ان میں سے بعض اقسام تو واقعی لا جواب ہیں۔خود ہمارے باغ میں ایک آم کی تخمی اور قلمی دونوں قسمیں موجود تھیں جو شروع سے ہی میٹھے ہوتے تھے، امیا بھی میٹھی ہوتی تھی ایسی اقسام کو فروغ دیا جاسکتا ہے، انھیں ڈبہ بند کرکے بھی برآمد کیا جاسکتا ہے۔